السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سورۃ الضحیٰ'' میں ہے کہ (سائل کو نہ جھڑکیں) کچھ سائل تو گھنٹی بجاتے ہیں۔ کچھ زور زور سے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ اور کچھ خاص دن جمعرات کو آتے ہیں ان میں سے کچھ کی صدا ہوتی ہے ''جمعرات دی روٹی دا سوال'' ''اے بابا۔ '' دوسرے دنوں میں کچھ کی صدا ہوتی ہے۔ ''مولا علی رنگ لاوے دوارے وسدے رہن'' کچھ کی صدا ہوتی ہے ''حسن وحسین دے ناں دا سوال اے پتر۔

الغرض پورا ہفتہ اسی قسم کے گداگروں کی ریل پیل رہتی ہے ایسوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو ایسے طریقے سے پیٹ پالتے ہیں۔ میں نے حدیث میں پڑھا ہے کہ ''تیرا کھانا پرہیز گار ہی کھائے''(1) کیا ایسے لوگوں کو خیرات دینی چاہیے جواز کی صورت میں انہیں صدقۃ الفطر اور قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے۔ یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(اسلامی آداب سے ناواقف اور غلط عقیدے کے حامل شخص کو بطریق احسن سمجھانا چاہیے۔ (2

لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ٣ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ٤ ... سورۃ عبس

''شاید وہ پاکیزگی اختیار کرلے یا نصیحت قبول کرلے تو اسے نصیحت نفع دے۔''

عام حالات میں اچھے لوگوں کو ہی کھانا کھلانا چاہیے۔ البتہ سوال کی صورت میں وسعت ہے۔ اس کے باوجود کوشش ہونی چاہیے کہ قربانی کا گوشت اور فطرانہ وغیرہ نیکوکار لوگوں کو ہی دیا جائے۔

(لا یا کل طعامک الا تقی) صححہ الحاکم والذہبی وحسنہ البانی صحیح ابی داود کتاب الادب باب من یومران یجالس (٤٨٣٢) الترمذي (٢٥١٩) الحاکم (٤/١٢٨) المشکاۃ (٥-١٨) .1

اور جو سمجھانے سے باز نہ آئے ایسے غیر اللہ کے نام پر مانگنے والوں کو ہرگز نہیں دینا چاہیے۔ رہا معاملہ فطرانہ (زکواۃ الفطر) کا تو یہ تو فرض ہے۔ اس میں صرف کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ دوسروں کو دینا جائز ہی نہیں کہ ((.2 توخذ من اغنیا ئہم وترد علی فقراء ہم)) (زکواۃ مسلمان اغنیاء سے لے کر مسلمان فقراء کو دی جاتی ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الزکواۃ باب وجوب الذکاۃ (1395) انظر (3448،1496،1458) لہذا سوال کرنے والا اگر عقیدہ توحید والا نہیں اور نمازی نہیں تو اسے فطرانہ نہیں دینا چاہیے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ یہ خاص طور پر مسلمانوں کا حق ہے۔ ہاں زکواۃ کا علاوہ ان کا تعاون کیا جاسکتا ہے۔ ھذا واللہ اعلم۔ (خالد بن بشیر مرجالوی عفی عنہما)

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص442

محدث فتویٰ